بھینس کی قربانی

حافظ ابو یحییٰ نورپوری، نائب مدیر ماہنامہ السنۃ، جہلم

قربانی کے جانور:

قرآنِ کریم نے قربانی کے لیے بَهِيمَة الْأَنْعَام کا انتخاب فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشادِگرامی ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوْا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ﴾ (الحج 28:22)

''اور وہ معلوم ایام میں بَهِيمَة الْأَنْعَام پر اللہ کا نام ذکر (کر کے انہیں ذبح) کریں، پھر ان کا گوشت خود بھی کھائیں اور تنگ دستوں اور محتاجوں کو بھی کھلائیں۔''

خود قرآنِ کریم نے الْأَنْعَام کی توضیح کرتے ہوئے ضَأن (بھیڑ)، مَعز (بکری)، اِبل (اونٹ) اور بَقَر (گائے)، چار جانوروں کا تذکرہ فرمایا۔اور ان کے مذکر و مؤنث کو ملا کر انہیں ثَمَانِيَة أَزْوَاج (جوڑوں کے لحاظ سے آٹھ) کہا۔(الأنعام 6:142-144)

انہی چار جانوروں کی قربانی پوری امتِ مسلمہ کے نزدیک اجماعی و اتفاقی طور پر مشروع ہے۔ان جانوروں کی خواہ کوئی بھی نسل ہو اور اسے لوگ خواہ کوئی بھی نام دیتے ہوں، اس کی قربانی جائز ہے۔مثلاً بھیڑ کی نسل میں سے دنبہ ہے۔اس کی شکل اور نام اگرچہ بھیڑ سے کچھ مختلف بھی ہے، لیکن چونکہ وہ بھیڑ کی نسل اور قسم میں شامل ہے، لہٰذا اس کی قربانی مشروع ہے۔اسی طرح مختلف ملکوں اور علاقوں میں بھیڑ کی اور بھی بہت سی قسمیں اور نسلیں ہیں جو دوسرے علاقوں والوں کے لیے اجنبی ہیں اور وہ انہیں مختلف نام بھی دیتے ہیں۔اس کے باوجود ان سب کی قربانی بھیڑ کی نسل وقسم ہونے کی بنا پر جائز اور مشروع ہے۔اسی طرح

اونٹوں وغیرہ کا معاملہ ہے۔

گائے؛ قربانی کا ایک جانور :

قربانی کے جانوروں میں سے ایک ''بقر''(گائے)بھی ہے۔اس کی قربانی کے لیے کوئی نسل قرآن وسنت نے خاص نہیں فرمائی۔اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان کی قوم کو ''بقر'' ذبح کرنے کا حکم دیا،لیکن قومِ موسیٰ نے اس کی ہیئت وکیفیت کے بارے میں سوال پر سوال شروع کر دیے جس کی بنا پر انہیں سختی کا سامنا کرنا پڑا۔سورۂ بقرہ کی کئی آیات اس کی تفصیل بیان کرتی ہیں۔انہی آیات کی تفسیر میں امام المفسرین،علامہ ابوجعفر،محمد بن جریر بن یزید بن غالب، طبری رحمہ اللہ (224-310ھ)صحابہ وتابعین اور اہل علم کا قول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

إِنَّهُمْ كَانُوا فِي مَسْأَلَتِهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُوسٰى ، ذٰلِكَ مُخْطِئِينَ، وَأَنَّهُمْ لَو كَانُوا اسْتَعْرَضُوا أَدْنٰى بَقَرَةٍ مِّنَ الْبَقَرِ، إِذْ أُمِرُوا بِذَبْحِهَا، ــــــ، فَذَبَحُوهَا، كَانُوا لِلْوَاجِبِ عَلَيْهِمْ، مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ فِي ذٰلِكَ، مُؤَدِّينَ، وَلِلْحَقِّ مُطِيعِينَ، إِذْ لَمْ يَكُنِ الْقَوْمُ حُصِرُوا عَلٰى نَوْعٍ مِّنَ الْبَقَرِ دُونَ نَوْعٍ، وَسِنٍّ دُونَ سِنٍّ، ــــــ، وَأَنَّ اللَّازِمَ كَانَ لَهُمْ، فِي الْحَالَةِ الْأُولٰى، اسْتِعْمَالُ ظَاهِرِ الْأَمْرِ، وَذَبْحُ أَيِّ بَهِيمَةٍ شَاءُ وا، مِمَّا وَقَعَ عَلَيْهَا اسْمُ بَقَرَةٍ .

''قومِ موسیٰ،گائے کے بارے میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے سوالات کرنے میں غلطی پر تھی۔جب انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا،اس وقت وہ گائے کی کوئی ادنیٰ قسم بھی ذبح کر دیتے تو حکم الٰہی کی تعمیل ہو جاتی اور ان کا فرض ادا ہو جاتا،کیونکہ ان کے لیے گائے کی کسی خاص قسم یا کسی خاص عمر کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔۔۔ان کے لیے ضروری تھا کہ پہلی ہی دفعہ ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے کوئی بھی ایسا جانور ذبح کر دیتے ،جس پر'بقر' کا لفظ بولا جاتا تھا۔''(جامع البيان عن تأويل آي القرآن [تفسير الطبري] : 100/2)

معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ گائے ذبح کرنے کا حکم فرمائے تو گائے کی کوئی بھی قسم یا

نسل ذبح کرنے سے حکمِ الٰہی پر عمل ہو جاتا ہے اور یہ بات لغتِ عرب میں اور اہلِ علم کے ہاں طے ہے کہ جس طرح بختی، اِبل (اونٹ) کی ایک نسل ہے، اسی طرح بھینس، بقر (گائے) کی ایک نسل وقسم ہے۔اس میں متقدمین اہلِ علم کا بالکل کوئی اختلاف نہیں،جیسا کہ:

اہل علم کا اتفاق :

امام اہلِ سنت،امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164-241ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی قربانی میں سات حصے ہو سکتے ہیں؟تو انہوں نے فرمایا:

لَا أَعْرِفُ خِلَافُ هٰذَا .

''مجھے اس میں کسی اختلاف کا علم نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق برواية الكوسج، رقم المسئلة : 2865)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے بھی اس بارے میں امام احمد رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے۔(أيضًا)

❀ شیخ الحدیث،مولانا رفیق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جا سکتی ہے یا نہیں،سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوا۔چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے، جبکہ ایسے مسئلہ میں شدت پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ از نعیم الحق ملتانی صاحب،ص:19)

واقعی متقدمین اہلِ علم کا یہی خیال رہا ہے،جیسا کہ:

متقدمین اہل علم اور اہل لغت کی نظر میں :

① لیث بن ابوسلیم(اختلط في آخر عمره)(م:138/ 148ھ) کا قول ہے:

اَلْجَامُوسُ وَالْبُخْتِيُّ مِنَ الْأَزْوَا جِ الثَّمَانِيَةِ .

''بھینس (گائے کی ایک قسم) اور بختی (اونٹ کی ایک قسم) ان آٹھ جوڑوں میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔''(تفسير ابن أبي حاتم : 1403/5، وسندهٗ حسنٌ)

② لغت و ادبِ عربی کے امام، ابومنصور، محمد بن احمد، ازہری، ہروی (282-370ھ) فرماتے ہیں: وَأَجْنَاسُ الْبَقَرِ، مِنْهَا الْجَوَامِيسُ، وَاحِدُهَا جَامُوسٌ، وَهِيَ مِنْ أَنْبَلِهَا، وَأَكْرَمِهَا، وَأَكْثَرِهَا أَلْبَانًا، وَأَعْظَمِهَا أَجْسَامًا .

''گائے کی نسلوں میں سے جوامیس (بھینسیں) ہیں۔اس کی واحد جاموس ہے۔یہ گائے کی بہترین اور عمدہ ترین قسم ہے۔یہ گائے کی سب اقسام میں سے زیادہ دودھ دینے والی اور جسمانی اعتبار سے بڑی ہوتی ہے۔''(الزاهر في غريب ألفاظ الشافعي، ص :101)

③ امامِ لغت، علامہ، ابوالحسن، علی بن اسماعیل، المعروف بہ ابن سیدہ (398-458ھ) لکھتے ہیں: وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ .

''بھینس، گائے کی ایک نسل ہے۔''(المحكم والمحيط الأعظم : 283/7)

④ عربی زبان کے ادیب اور لغوی، ابوالفتح، ناصر بن عبد السید، معتزلی، مطرزی (538-610ھ) لکھتے ہیں: وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ .

''بھینس، گائے ہی کی نسل سے ہے۔''(المغرب في ترتيب المعرب، ص : 89)

⑤ مشہور فقیہ و محدث، علامہ عبد اللہ بن احمد بن محمد، المعروف بہ ابن قدامہ، مقدسی رحمہ اللہ (541-620ھ) فرماتے ہیں: وَالْجَوَامِيسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ، وَالْبَخَاتِي نَوْعٌ مِّنَ الْإِبِلِ . ''بھینسیں، گائے کی نوع (نسل) سے ہیں اور بختی، اونٹوں کی نوع (نسل) سے۔''(الكافي في فقه الإمام أحمد :390/1)

⑥ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جد امجد، محدث و مفسر، ابوالبرکات، عبد السلام بن عبد اللہ، حرانی رحمہ اللہ (590-652ھ) فرماتے ہیں:

وَالْجَوَامِسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ . ''بھینسیں، گائے کی ایک نوع (نسل) ہیں۔''

(المحرّر في الفقه علٰى مذهب الإمام احمد بن حنبل :215/1)

⑦ شارحِ صحیح مسلم،معروف لغوی،حافظ ابوزکریا،یحییٰ بن شرف،نووی رحمہ اللہ (631-676ھ)،ابواسحاق شیرازی(393-474ھ) کی کتاب التنبيه في الفقه الشافعي کی تشریح وتعلیق میں فرماتے ہیں:

وَيُنْكَرُ عَلَى الْمُصَنِّفِ كَوْنُهُ قَالَ : وَالْجَوَامِسُ وَالْبَقَرُ، فَجَعَلَهُمَا نَوْعَيْنِ لِلبَقَرِ، وَكَيْفَ يَكُونُ الْبَقَرُ أَحَدَ نَوْعَيِ الْبَقَرِ ـــــ، قَالَ الْأَزْهَرِيُّ : أَنْوَاعُ الْبَقَرِ، مِنْهَا الجَوَامِيسُ، وَهِيَ أَنْبَلُ الْبَقَرِ .

''مصنف کا [وَالْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ] کہنا قابل اعتراض ہے، انہوں نے گائے اور بھینس کو گائے کی نسلیں قرار دیا ہے۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ گائے ہی گائے کی دو نسلوں(بھینس اور گائے میں سے)ایک نسل ہو؟۔۔۔ازہری کہتے ہیں کہ بھینس،گائے کی ایک نوع ہے اور یہ گائے کی تمام نسلوں سے عمدہ ترین نسل ہے۔''

(تحرير ألفاظ التنبيه: 106)

⑧ لغتِ عرب میں امام وحجت کا درجہ رکھنے والے علامہ،ابوالفضل،محمد بن مکرم، انصاری،المعروف بہ ابن منظور افریقی (630-711ھ) فرماتے ہیں:

وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ . ''بھینس،گائے کی ایک نسل ہے۔''

(لسان العرب: 43/6)

⑨ معروف لغوی،علامہ ابوالعباس،احمد بن محمد بن علی،حموی (م:770ھ) لکھتے ہیں:

وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ . ''بھینس،گائے کی ایک نسل ہے۔''

(المصباح المنير في غريب الشرح الكبير :108/1)

⑩ لغتِ عرب کی معروف ومشہور کتاب ''تاج العروس'' میں مرقوم ہے:

اَلْجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ . ''بھینس،گائے کی نسل سے ہے۔''

(تاج العروس من جواهر القاموس لأبي الفيض الزبيدي: 513/15)

⑪ لغتِ عرب کی معروف کتاب ''المعجم الوسیط'' میں ہے:

اَلْجَامُوسُ حَيَوَانٌ أَهْلِيٌّ، مِنْ جِنْسِ الْبَقَرِ .

''بھینس،گائے کی نسل سے ایک گھریلو جانور ہے۔''(المعجم الوسيط :134/1)

نیز اسی کتاب میں لکھا ہے: اَلْبَقَرُ : جِنْسٌ مِّنْ فَصِيلَةِ الْبَقَرِيَّاتِ، يَشْمَلُ الثَّوْرَ وَالْجَامُوسَ . ''بَقَر،گائے کے خاندان سے ایک جنس ہے جو کہ بَیل (گائے) اور بھینس پر مشتمل ہے۔''(المعجم الوسيط :65/1)

اس سے معلوم ہوا کہ چودھویں صدی کے بعض انتہائی قابل احترام اہل علم کا یہ کہنا کہ 'بھینس کا گائے کی نسل سے ہونا اہل علم سے واضح طور پر ثابت نہیں، بلکہ بھینس بعض احکام میں گائے کی طرح تھی اور اس کے لیے لفظ کَالْبَقَرِ/بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ (گائے جیسی) مستعمل تھا۔اور کسی لغوی کو غلطی لگنے کی وجہ سے اس نے کَالْبَقَرِ/بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ (گائے جیسی) کے بجائے نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ (گائے کی نسل) لکھ دیا۔۔۔'قطعاًدرست نہیں،کیونکہ غلطی کسی ایک اہل علم یا لغوی کو لگنی تھی یا سارے اہل علم اور لغویوں کو؟ بہت سے معروف لغویوں اور اہل علم نے اپنی مشہور زمانہ کتب میں بھینس کے گائے کی نسل ہونے کی تصریح کی اور ہمارے علم کے مطابق تیرہویں صدی ہجری تک کسی ایک بھی لغوی نے اس کی تردید یا انکار نہیں کیا۔اگر یہ بات غلط ہوتی تو ماہرین لغتِ عرب ضرور اس کی وضاحت کرتے۔

بھینس کے نام میں گائے کا ذکر :

بعض لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ گائے اور بھینس کے نام ہی میں فرق ہے۔اگر بھینس،گائے کی نسل سے ہوتی تو اس کا نام گائے ہوتا،نہ کہ کچھ اور۔جب عرف میں اسے کوئی گائے کہتا اور سمجھتا ہی نہیں تو یہ گائے ہے ہی نہیں۔ان کے لیے عرض ہے کہ بھینس کے لیے عربی میں لفظِ''جاموس''استعمال ہوتا ہے جو کہ فارسی سے منتقل ہو کر عربی میں گیا ہے۔فارسی میں یہ نام''گاؤمیش''تھا۔عربی زبان کی اپنی خاص ہیئت کی بنا پر اس کا تلفظ تھوڑا سا بدل گیا اور یہ''جاموس'' ہو گیا۔اس بات کی صراحت لغتِ عرب کی قریباً تمام امہات الکتب میں لفظ ''جاموس'' کے تحت موجود ہے۔اس فارسی نام میں واضح طور پر لفظ''گاؤ''(گائے) موجود

ہے۔اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھینس اصل میں گائے ہی کی ایک نسل ہے۔چونکہ گائے کی یہ نسل (بھینس)عربی علاقوں میں موجودنہیں تھی،بلکہ عجمی علاقوں میں ہوتی تھی،عربوں کے ہاں معروف نہ تھی،اسی لیےاس کا نام فارسی سے عربی میں لانا پڑا۔

اس کی وضاحت کے لیے ہم معروف عرب عالم ومفتی،شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (1421-1347ھ) کا قول نقل کرتے ہیں۔ان سے بھینس کی قربانی کے بارے میں سوال ہوا اور پوچھا گیا کہ جب بھیڑ اور بکری دونوں کا ذکر قرآنِ کریم نے کیا ہے (حالانکہ یہ ایک ہی نسل [غنم] سے ہیں)تو بھینس اور گائے دونوں کا ذکر کیوں نہیں کیا (اگر یہ بھی ایک ہی نسل ہیں)؟تو انہوں نے فرمایا: اَلْجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ، وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَكَرَ، فِي الْقُرْآنِ، الْمَعْرُوفَ عِنْدَ الْعَرَبِ الَّذِينَ يُحَرِّمُونَ مَا يُرِيدُونَ، وَيُبِيحُونَ مَا يُرِيدُونَ، وَالْجَامُوسُ لَيْسَ مَعْرُوفًا عِنْدَ الْعَرَبِ.

''بھینس،گائے ہی کی نسل ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں صرف ان جانوروں کا ذکر کیا ہے،جو عربوں کے ہاں معروف تھے۔(دور جاہلیت میں)عرب اپنے پسندیدہ جانوروں کو حلال اور اپنے ناپسندیدہ جانوروں کو حرام قرار دیتے تھے۔بھینس تو عربوں کے ہاں معروف ہی نہ تھی(اور مقصد حلت وحرمت بتانا تھا،نہ کہ نسلیں)۔''

(مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين : 34/25)

تنبیہ:

بعض اہل علم کا یہ کہنا درست نہیں کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے بھینس کی قربانی نہیں کی،لہٰذا اس کی قربانی سے احتراز بہتر ہے اور یہ احوط واولیٰ ہے۔ہمارا ان اہل علم سے مؤدبانہ سوال ہے کہ ان کی یہ احتیاط صرف گائے کی ایک نسل ''بھینس''ہی کے بارے میں کیوں ہے؟ان کو چاہیے کہ گائے کی جو جو نسلیں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے قربانی میں ذبح کیں،صرف انہی کی اجازت دیں۔کیا بھینس کے علاوہ موجودہ دور میں پائے جانے والی گائے کی تمام نسلیں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے قربانی میں ذبح کی تھیں؟اس طرح

تو دیسی، ولائتی، فارسی، افریقی، تمام قسم کی گائے کی قربانی سے احتراز کرنا ہو گا اور اسی طرح بھیڑ و بکری اور اونٹ کا بھی معاملہ ہو گا۔ پھر ہر شخص قربانی کے لیے عربی گائے، عربی اونٹ، عربی بھیڑ اور عربی بکرا کہاں سے لائے گا؟ اگر کوئی عربی نسل سے کوئی جانور تلاش بھی کر لے تو اسے تحقیق کرنا پڑے گی کہ یہ بعینہٖ اسی نسل سے ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے قربانی کی تھی یا بعد میں پیدا ہونے والی کوئی نسل ہے!!!

پھر یہ احتیاط والی بات اس لیے بھی عجیب سی ہے کہ اگر بھینس، گائے نہیں تو اس کی قربانی سرے سے جائز ہی نہیں اور اگر یہ گائے ہے تو اس کی قربانی بالکل جائز ہے۔ اس میں کوئی درمیانی راستہ تو ہے ہی نہیں۔

الحاصل:

بھینس، گائے کی ایک نسل ہے۔ اس کی قربانی بالکل جائز ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں۔ واللہ أعلم بالصواب وعلمه أبرم وأحكم.